



Nuqtah Journal of Theological Studies

Editor: Dr Shumaila Majeed

(Bi-Annual)

Languages : English, Urdu, Arabic

pISSN: 2790-5330 eISSN: 2790-5349

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts>

Published by

Resurgence Academic and Research
Institute Lahore (53720), Pakistan

Email: editor@nuqtahjts.com

انجیاع یہود کے بارے میں ملحدین کی آراء کا جائزہ

Atheist Perspectives on the Jewish Prophets: An Analytical Overview

Atta Ur Rehman

PhD scholar

Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University Dera Ismail Khan

Email: ata.rahman1987@gmail.com

Dr. Manzoor Ahmad

Assistant Professor

Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University Dera Ismail Khan

email: drmanzoor67@yahoo.com



Published online: 15 Dec, 2025



[View this issue](#)



Complete Guidelines and Publication details can be found at:

<https://nuqtahjts.com/index.php/njts/publication-ethics>

Abstract

This study examines the atheist critical perspective on the Prophets of Jews. Findings indicate that atheists view biblical texts not as historical records but as literary and mythic constructions shaped over time. Revelation is interpreted as a psychological or social phenomenon and miracles are regarded as symbolic or moral allegories. Ethically, atheists consider many Old Testament commands incompatible with modern humanistic values. Overall, the atheist critique challenges the historical, rational, and moral foundations of the religious narrative, while religious traditions respond through theological and historical counterarguments.

Key Words: Atheist, Perspectives, Prophets, Jews, Analytical Overview

یہ تحقیق انبیاء یہود کے بارے میں محدثین کے تقدیدی نقطہ نظر کا جائزہ پیش کرتی ہے۔ مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ محدثین قرآن کو تاریخی شواہد کے بجائے ادبی اور اسطوری تشكیل کے طور پر دیکھتے ہیں۔ ان کے نزدیک وہی ایک نفیاتی یا سماجی مظہر ہے، جبکہ مجزات کو عالمی یا اخلاقی تمثیل سمجھا جاتا ہے۔ اخلاقی سطح پر وہ عہد قدیم کے احکامات کو جدید انسانی اقدار سے غیر ہم آہنگ قرار دیتے ہیں۔ مجموعی طور پر محدثین تقدید مذہبی بیانیے کی تاریخی، عقلی اور اخلاقی بیانیوں کو چیلنج کرتی ہے، جس کا مذہبی روایت جانب دیگر الہیاتی و تاریخی دلائل کے ذریعے جواب دیتی ہے۔

یہودیت دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں سے ایک ہے جس کی جڑیں ہزاروں سال پر ایمان، اخلاقی تعلیمات اور ایک روحانی نظام کے گرد گھومتا ہے جسے یہودی پیروکار اپنے لیے رہنمائی نہیں۔ یہودیت میں انبیاء کا کردار بینیادی اہمیت کا حامل ہے۔ انبیاء کو اللہ کے منتخب کردہ بندے مانے جاتے ہیں جنہیں خدا نے انسانیت کو راہ ہدایت پر لانے کے لیے چنا۔ یہ انبیاء نہ صرف مذہبی رہنمائی تھے بلکہ انہوں نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف سے احکام پہنچائے اور انہیں صحیح راستے پر چلنے کی تلقین کر۔ وکٹر ای مارسٹن، یہودی پرہوت کو لزمنے یوں بیان کیا ہے:

”یہودیت میں انبیاء کو اللہ کے برگزیدہ بندے مانے جاتے ہیں جنہیں خدا نے خاص ذمہ داریوں کے ساتھ مبعوث کیا۔ یہ ذمہ داریاں صرف دینی تعلیمات کی فراہمی تک محدود نہیں تھیں بلکہ انبیاء نے بنی اسرائیل کے لوگوں کی اخلاقی، سماجی اور روحانی رہنمائی بھی کی۔ انبیاء کو خدا کے ساتھ بر اہر است رابطہ قائم کرنے والے انسان سمجھا جاتا تھا اور ان کے ذریعے اللہ نے اپنے پیغامات کو بنی اسرائیل تک پہنچایا۔ یہودیت میں انبیاء کا مقام انتہائی بلند ہے۔ انہیں اللہ کے رسولوں کے طور پر مانا جاتا ہے جنہوں نے بنی اسرائیل کو نہ صرف خدا کی عبادت کی طرف بیا بلکہ انہیں اخلاقی تعلیمات اور سماجی انصاف کے اصولوں کی بھی تعلیم دی۔ یہ انبیاء اللہ کے نمائندے تھے اور ان کی حیثیت ایک ایسے رابطے کی تھی جو خدا اور انسانوں کے درمیان پیغام رسانی کا کام کرتے تھے۔ انبیاء کا انتخاب اللہ کی طرف سے ایک خاص مقصد کے تحت ہوتا تھا۔ یہ انبیاء مختلف وقتیں اور مختلف حالات میں مبعوث کیے گئے تاکہ وہ بنی اسرائیل کو درست راستے پر رہنمائی فراہم کریں۔ انبیاء کا مقصد بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف مائل کرنا اور ان کی زندگیوں میں دینی اصولوں کو نافذ کرنا تھا۔“¹

الہامی پیغام اور انبیاء

یہودی مذہب کے مطابق انبیاء کو الہامی پیغام ملتا تھا جو وہ اپنی قوم تک پہنچاتے تھے۔ یہ پیغام اللہ کی مرضی کا عکاس ہوتا تھا اور اس میں بنی اسرائیل کے لیے ہدایت، اصلاحات اور دینی اصولوں کی تعلیمات شامل ہوتی تھیں۔ یہ پیغام نہ صرف بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ تھا بلکہ انبیاء کے ذریعے اللہ نے اپنے احکام کی تفصیلات بھی واضح کیں۔ ابن کثیر نے لکھا ہے:

"الہامی پیغام کی نوعیت مختلف ہوتی تھی۔ بعض اوقات یہ پیغام انفرادی ہدایت پر مبنی ہوتا تھا جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے حکم دیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کریں جبکہ دوسری بار یہ پیغام اجتماعی ہدایت کے طور پر نازل ہوتا تھا جیسے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بنی اسرائیل کو مصر سے نجات دلائیں۔ انبیاء کو ملنے والا الہامی پیغام اکثر بنی اسرائیل کے لوگوں کو ان کے گناہوں اور غلطیوں کی نشاندہی کرتا تھا اور انہیں توبہ کی طرف مائل کرتا تھا۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف سے ملنے والے انعامات اور سزاوں کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ انبیاء کے ذریعے اللہ نے بنی اسرائیل کو ان کی غلطیوں کی نشاندہی کی اور انہیں صحیح راستے پر چلنے کی ترغیب دی۔"²

انبیاء کا ذکر اور تورات

یہودیت کے مقدس متون میں انبیاء کا ذکر بہت تفصیل سے موجود ہے۔ تورات جو کہ یہودیت کی سب سے مقدس کتاب ہے میں انبیاء کی تعلیمات اور ان کے مجزات کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔ تورات کے علاوہ انبیاء کی کتابیں اور کتب مقدس بھی یہودی مذہب میں اہمیت رکھتی ہیں جن میں انبیاء کی زندگی، ان کے اقوال اور ان کے اعمال کا ذکر کیا گیا ہے۔ ہارون یکی

"تورات میں انبیاء کی حیثیت ایک مقدس اور منتخب بندے کی ہے جنہوں نے اللہ کے احکام کو بنی اسرائیل تک پہنچایا۔ ان کتابوں میں حضرت یسوع، حضرت یہودیہ، اور حضرت حزقیل جیسے انبیاء کا ذکر شامل ہے جنہوں نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف بلایا اور انہیں ان کے گناہوں اور غلطیوں کی نشاندہی کی۔ یہودی مذہب میں انبیاء کی تعلیمات کو دین کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ ان تعلیمات میں اللہ کی عبادت، عدل و انصاف اور انسانیت کی خدمت جیسے اصول شامل ہیں۔ انبیاء کی تعلیمات نہ صرف بنی اسرائیل کے لیے ہدایت کا ذریعہ تھیں بلکہ انہوں نے یہودی قوم کی زندگیوں میں بھی ایک اہم کردار ادا کیا۔"³

مجزات اور انبیاء

یہودی مذہب میں انبیاء کے مجزات کو ان کی نبوت کی تصدیق کا ایک اہم ذریعہ مانا جاتا ہے۔ ان مجزات کے ذریعے انبیاء نے یہ ثابت کیا کہ وہ اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں اور ان کے پاس اللہ کا پیغام ہے۔ یہ مجزات نہ صرف بنی اسرائیل کے لوگوں کو اللہ کی قدرت کا یقین دلانے کے لیے تھے بلکہ ان کے ذریعے انبیاء نے اپنی نبوت کی صداقت کو بھی ثابت کیا۔

مجزات کی نوعیت مختلف ہوتی تھی۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مجزات میں فرعون کے دربار میں عصا کو سانپ میں بدلتا اور پھر اس عصا کے ذریعے دریا کو دھو حصوں میں تقسیم کرنا شامل ہے۔ یہ مجزات حضرت موسیٰ کی نبوت کی تصدیق کے لیے انتہائی اہم سمجھے جاتے ہیں اور یہودی مذہب میں ان کا ذکر بہت احترام کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَلَقَدْ أَتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ ۚ بِهِ أَنْهَى مِنْ بَعْدِهِ ۚ بِأَنْرُسُلٍ ۚ وَأَتَيْنَا عِيسَى اُبْنَ عَرِيْمَ أَبْنَيْنَ ۖ ۚ (اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے بعد کئی رسول بھیجے اور ہم نے عیسیٰ بن مریم کو واضح نشانیاں عطا کیں)

اسی طرح حضرت الیاس علیہ السلام اور حضرت یسوع علیہ السلام کے معجزات بھی یہودی مذہب میں بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ حضرت الیاس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان کی طرف زندہ اٹھا لیے گئے اور حضرت یسوع نے مرنے والوں کو زندہ کیا اور دیگر معجزات دکھائے۔ یہ معجزات انبیاء کی نبوت اور اللہ کے ساتھ ان کے رابطے کی تصدیق کے لیے بہت اہم سمجھے جاتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمام انبیاء بھائی ہیں ان کی مائیں مختلف ہیں لیکن ان کا دین ایک ہے۔"⁵

انبیاء کی تعلیمات اور سماجی اصلاحات

یہودیت میں انبیاء کی تعلیمات کو نہ صرف مذہب بلکہ سماجی اور اخلاقی اصلاحات کے لیے بھی بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو اللہ کی عبادت کے ساتھ ساتھ عدل و انصاف اور سماجی انصاف کی بھی تعلیم دی۔ انبیاء کی تعلیمات میں رحم دلی، خدمت خلق اور انسانی حقوق جیسے اصول شامل ہیں۔ غامدی نے لکھا ہے: "حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی زندگیوں میں عدل و انصاف کا پہلو بہت نمایاں ہے۔ حضرت داؤد نے ایک عادل حکمران کے طور پر بنی اسرائیل کی اور ان کی زندگی میں عدل و انصاف کے کئی واقعات ملتے ہیں۔ حضرت سلیمان نے بھی اپنی حکمرانی کے دوران عدل و انصاف کا اعلیٰ نمونہ پیش کیا اور اپنی قوم کو اللہ کے راستے پر چلنے کی تلقین کی۔"⁶

انبیاء کی تعلیمات میں بنی اسرائیل کے لیے ایک مثالی طرز عمل کی رہنمائی شامل تھی۔ انبیاء نے لوگوں کو توحید، عدل و انصاف اور اخلاقیات کی تعلیم دی اور ان کی زندگیوں کو ایک مثالی نمونہ بنادیا۔ یہ تعلیمات آج بھی یہودی مذہب کے پیروکاروں کے لیے ایک رہنمائی اصول ہیں اور انہیں اپنی زندگیوں میں اپنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

انبیاء کا بنی اسرائیل پر اثر

یہودیت میں انبیاء کا کردار بنی اسرائیل کی تاریخ اور مذہب میں انتہائی اہم رہا ہے۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کو اللہ کے راستے پر چلنے کی ترغیب دی اور انہیں دنیا و آخرت میں کامیابی کے راستے پر چلنے کی تلقین کی۔ انبیاء کی تعلیمات نے بنی اسرائیل کی زندگیوں میں گہرے اثرات چھوڑے اور ان کی سماجی اور دینی زندگیوں کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔

یہودی مذہب میں انبیاء کی تعلیمات کو ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی کا ذریعہ مانا جاتا ہے۔ انبیاء نے بنی اسرائیل کو نہ صرف دینی تعلیمات فراہم کیں بلکہ انہیں سماجی انصاف اور انسانی حقوق کی اہمیت سے بھی آگاہ کیا۔ انبیاء کی تعلیمات آج بھی یہودی قوم کی زندگیوں میں ایک اہم مقام رکھتی ہیں اور انہیں دینی، سماجی اور اخلاقی اصولوں کی پیروی کی تلقین کرتی ہیں۔ یہودیت میں انبیاء کو اللہ کے منتخب کرده ہندے مانے جاتے ہیں جو لوگوں کو راہ ہدایت پر لانے کے لیے مبوث کیے گئے تھے۔ یہ انبیاء نے صرف دینی رہنمائی بلکہ انہوں نے بنی اسرائیل کو اللہ کی طرف سے احکام پہنچائے اور انہیں صحیح راستے پر چلنے کی تلقین کی۔ انبیاء کی تعلیمات، معجزات اور ان کی زندگی کا مطالعہ یہودیت میں ایک اہم مقام رکھتا ہے۔

یہودی مذہب میں انبیاء کی حیثیت اور ان کی تعلیمات کو دین کی اساس سمجھا جاتا ہے۔ انبیاء نے اپنی زندگیوں کے ذریعے ایک مثالی طرز عمل پیش کیا اور بنی اسرائیل کو اللہ کے راستے پر چلنے کی ترغیب دی۔ انبیاء کی تعلیمات میں توحید، عدل و انصاف اور خدمت خلق جیسے اصول شامل ہیں جو آج بھی یہودی مذہب کے پیروکاروں کے لیے ایک رہنمائی اصول ہیں۔ یہودیت میں انبیاء کا ذکر نہ صرف مذہبی متن میں موجود ہے بلکہ ان کی زندگیوں کا مطالعہ یہودی تاریخ اور ثقافت کا ایک لازمی حصہ بھی ہے۔ انبیاء کی تعلیمات اور ان کے معجزات کو آج بھی یہودی مذہب میں بہت احترام کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے اور انہیں ایک مقدس ورثے کے طور پر نسل در نسل منتقل کیا جاتا ہے۔

ملحدین کی آراء

ملحدین عام طور پر مذہبی تعلیمات اور داستانوں کو تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق مذہبی داستانیں اکثر انسانی تصورات اور تخيلات کا نتیجہ ہوتی ہیں اور انہیں تاریخی حقائق کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ انبیاء یہود کے بارے میں ملحدین کی آراء مختلف زاویوں سے منظر عام پر آتی ہیں جن کی تفصیلی جائزہ درج ذیل ہے۔

تاریخی اور سائنسی تنقید

ملحدین کے نزدیک انبیاء یہود کی داستانیں اور ان کے مجرمات تاریخی حقائق سے میل نہیں کھاتے اور وہ ان واقعات کو زیادہ تر افسانوی اور غیر حقیقی سمجھتے ہیں۔ ان کے مطابق یہ داستانیں بعد میں مذہبی مذہب کے پیروکاروں نے مذہبی تعلیمات کو تقویت دینے اور اپنی قوم کے لیے ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی فرماہم کرنے کے لیے تخلیق کیں۔

“The prophetic narratives were shaped long after the events they claim to describe.”

ملحدین کے نقطہ نظر سے انبیاء کی داستانوں میں کئی ایسے پہلو ہیں جو تاریخی حقائق کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتے۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ تاریخی شواہد کی عدم موجودگی یا موجودہ شواہد میں تضادات انبیاء کے وجود اور ان کے دعووں کی صداقت پر سوالات اٹھاتے ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت مولیٰ علیہ السلام کی قیادت میں بنی اسرائیل کا مصر سے خروج اور ان کا چالیس سال تک صحرائے سینا میں بھکٹنا یہودیت کے مذہبی متون میں ایک اہم واقعہ کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ لیکن ملحدین کا کہنا ہے کہ اس واقعے کے حق میں مضبوط تاریخی یا آثار قدیمہ کے شواہد موجود نہیں ہیں جو اس واقعہ کو حقیقت کے طور پر ثابت کر سکیں۔ ان کے نزدیک یہ قصہ زیادہ تر افسانوی یا عالمی ہے جسے مذہبی تعلیمات کو تقویت دینے کے لیے پیش کیا گیا۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور حکومت کی عظمت اور ان کے مجرمات کا ذکر بھی ملحدین کی نظر میں تاریخی طور پر تنازع ہے۔ اس دور کے آثار قدیمہ کے شواہد ان دعووں کی تصدیق نہیں کرتے جو یہودی متون میں پیش کیے گئے ہیں۔ ملحدین کا کہنا ہے کہ یہ داستانیں ممکنہ طور پر بعد میں تخلیق کی گئیں تاکہ یہودی قوم کو ایک عظیم ماضی اور مذہبی شناخت فرماہم کی جاسکے۔

مجرمات پر تنقید

ملحدین انبیاء علیہ السلام کے مجرمات کو بھی سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے مطابق مجرمات کا کوئی سائنسی جواز نہیں ہوتا اور انہیں عقلی طور پر ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ مجرمات کو اکثر ایسے واقعات کے طور پر بیان کیا جاتا ہے جو سائنسی قوانین اور قدرتی اصولوں کے خلاف ہوتے ہیں جسے ملحدین غیر منطقی تراردیتے ہیں۔ اس تنقید کو رچڑ ڈاکنزنے اپنی کتاب "The God Delusion" میں یوں بیان کیا:

"Miracles are simply violations of the laws of nature and science has never shown them to be possible. The miracle stories are generally either exaggerations, misunderstandings or outright fabrications."⁸

مجرمات دراصل قدرتی قوانین کی خلاف ورزی ہیں، اور سائنس نے کبھی بھی انہیں ممکن نہیں ثابت کیا۔ مجرموں کی کہانیاں عموماً یا تو مبالغہ آرائی، غلط فہمی، یا مکمل طور پر اختراعات ہوتی ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دریا کو دھوں میں تقسیم کرنے کے واقعے کو یہودیت میں ایک عظیم مجزہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ تورات میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ نے اللہ کے حکم سے اپنا عصادریا پر مارا اور دریا دھو حصوں میں تقسیم ہو گیا جس سے بنی اسرائیل نے خشک زمین پر چل کر دریا کو عبور کیا۔ ملحدین کا کہنا ہے کہ اس واقعے کا کوئی سائنسی یا منطقی جواز نہیں ہے اور یہ واقعہ قدرتی قوانین کے خلاف ہے اس لیے اسے ایک حقیقی واقعہ کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ایک اور مجزہ "ید بیضاء" کا ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَأَذْخَلَنِيَّكَ فِي جَنِّيكَ تَحْرِنْجَ بِيَفِنَّاءَ مِنْ غَيْرِ شَوَّةٍ

(اور اپنا تھا اپنی جیب میں ڈال، وہ بغیر کسی عیب کے سفید نکلے گا یہ موسیٰ کا ایک مجزہ تھا)

اسی طرح حضرت ایلیاہ نبی کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے کا واقعہ بھی مخدیں کی نظر میں غیر منطقی ہے۔ ان کے مطابق اس واقعے کا کوئی سائنسی یا عقلی جواز نہیں ہے اور یہ انسانی تجربات اور علم کے دائے سے باہر ہے۔ مخدیں کے نزدیک ایسے واقعات افسانوی یا عالمی ہو سکتے ہیں لیکن انہیں حقیقی واقعات کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ مخدیں کی یہ تنقید مذہبی عقائد اور ایمان کے بارے میں ایک نبی بحث کو جنم دیتی ہے۔ ان کے مطابق مذہبی داستانوں کو تاریخی حقائق کے طور پر قبول کرنے کی وجہے اپنی علامتی یا افسانوی معنوں میں دیکھا جانا چاہیے۔ اس کے بر عکس مذہبی پیروکار ان داستانوں کو اپنے ایمان اور عقائد کا حصہ مانتے ہیں اور انہیں حقیقی واقعات کے طور پر قبول کرتے ہیں۔ مخدیں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ مذہبی داستانوں کا افسانوی اور غیر حقیقی پہلو انسانی تاریخ اور علم کے دائے میں نہیں آتا اور انہیں سائنس اور عقل کی بنیاد پر پر کھنا چاہیے۔ اس کے بر عکس مذہبی پیروکاروں کا ایمان اور ان کا مذہبی عقیدہ انہیں ان داستانوں کو ایک مختلف نقطہ نظر سے دیکھنے پر مجبور کرتا ہے جس میں سائنس اور عقل کے بجائے ایمان اور روحانی تجربات کو ترجیح دی جاتی ہے۔

یہ تنقید مذہبی عقائد کی صحت اور ان کی بنیادوں پر سوالات اٹھاتی ہے اور اس کے نتیجے میں مذہبی پیروکاروں اور مخدیں کے درمیان ایک گہری بحث کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اس بحث کا مرکز یہ ہے کہ مذہبی داستانوں کو کس طرح سمجھا جائے اور انہیں کس حد تک حقیقت کے طور پر قبول کیا جاسکتا ہے۔

مذہبی اور اخلاقی تنقید

مخدیں انبیاء کی تعلیمات اور کردار کو بھی انتہائی تنقیدی نظر سے دیکھتے ہیں اور ان کے نزدیک انبیاء کے اعمال اور افعال میں بعض اوقات ایسے عناصر شامل ہوتے ہیں جو جدید اخلاقیات اور انسانی حقوق کے اصولوں کے خلاف ہیں۔ انبیاء کے بارے میں یہ نقطہ نظر مذہبی عقائد کے بر عکس ہے کیونکہ مذہبی پیروکار انبیاء کو نہ صرف مقدس ہستیاں مانتے ہیں بلکہ ان کے کردار اور اعمال کو مثالی سمجھتے ہیں۔ ایک ملحد کر سو فرہنگز لکھتے ہیں کہ

“The Old Testament is a text of cruelty, bigotry, and tribalism.”⁹

مخدیں کے نزدیک انبیاء علیہ السلام کی جانب سے کی جانے والی جنگوں اور ان میں شامل ہونے والے اعمال کو انسانی اخلاقیات اور جدید انسانی حقوق کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ اکثر غیر منصفانہ اور ظالمانہ معلوم ہوتے ہیں۔ انبیاء کے کردار میں ایسی جنگوں کا ذکر کر ملتا ہے جو خدا کے حکم پر لڑی گئیں لیکن مخدیں کے نزدیک یہ جنگیں انسانی جانوں کے نقصان اور معاشرتی تباہی کا باعث ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

”وَعَبَادُ الْكَّرْمَحِمَ۔ إِنَّ الَّذِينَ مَكَثُونَ عَلَى الْأَرْضِ هُنَّمَّ إِوَّاً ذَاخَ طَبَّعُمْ أَنْجَمَ۔ اَهْلُونَ قَالُواْ سَلَّمَ۔ اَمَّا“¹⁰

(اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے بات کرتے ہیں تو وہ سلامتی کے ساتھ جواب دیتے ہیں) مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں بنی اسرائیل کی فتوحات کو مخدیں ایک ایسی کارروائی کے طور پر دیکھتے ہیں جس میں دشمن قوموں کا قتل عام ہوا اور ان کی زمینیں چھین لی گئیں۔ مخدیں کا کہنا ہے کہ یہ اعمال جدید انسانی حقوق کے اصولوں کے خلاف ہیں کیونکہ ان میں دوسرے انسانوں کی جانوں کا نقصان اور ان کی آزادی کی پامالی شامل ہے۔ مخدیں کے نزدیک جنگوں میں خدا کے نام پر لوگوں کو قتل کرنا یا ان کی زمینوں پر قبضہ کرنا ایک غیر منصفانہ عمل ہے۔

اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کی جگنگی فتوحات اور ان کے دور میں کی جانے والی کارروائیوں کو بھی مخدیں تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کے کردار میں ایسی جنگیں اور فتوحات شامل ہیں جو انسانی جانوں کے نقصان اور ظلم پر مبنی تھیں اور انہیں جدید اخلاقیات کے تناظر میں نا انصافی قرار دیا جاسکتا ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عَذَّبَنَا حَفْضُ بْنِ عُمَرَ: عَذَّبَنَا شَجَبَةُ، عَنْ مُسْلِمَةِنَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا أَبِيلٍ قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوْقَ قَالَ: قَالَ عَنْدَ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يُنْكِنْ فَاحِشَّاً وَلَا مُنْقَبِّلَّا، وَقَالَ: إِنَّ مِنْ أَحْسَنِ إِيمَانٍ أَحْسَنُمُ الْأَخْلَاقَ" ¹¹

ترجمہ ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

رسول اللہ ﷺ نے فحش گو تھے اور نہ فحش کلامی کرنے والے۔ اور فرمایا تم میں سے میرے نزدیک سب سے محبوب وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔

سزا اور انبیاء علیہ السلام

ملحدین انبیاء علیہ السلام کے کردار میں شامل سزاوں کو بھی شدید تلقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کی جانب سے دی جانے والی سزا میں بعض اوقات انتہائی سخت اور ظالمانہ ہوتی ہیں جو جدید انسانی حقوق کے اصولوں کے منافی ہیں۔ انبیاء کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ خدا کے حکم پر لوگوں کو سزا میں دیتے تھے لیکن ملحدین کے نزدیک یہ سزا میں انسانی وقار اور حقوق کی پامالی کے مترادف ہیں۔

تورات میں بیان کردہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں بنی اسرائیل کی بعض قوموں کو خدا کے حکم پر شدید سزا میں دی گئیں جن میں بعض اوقات پوری قوم کی تباہی شامل تھی۔ ملحدین کے نزدیک یہ سزا میں غیر منصفانہ اور ظالمانہ تھیں کیونکہ ان میں انسانی جانوں کا بے دریغ نقصان ہوا اور ان کی آزادی کو چھین لیا گیا۔ ملحدین کا یہ بھی کہنا ہے کہ انبیاء کی جانب سے دی جانے والی سزا میں اکثر ایک اجتماعی ذمہ داری کے تحت ہوتی تھیں جس میں پورے خاندان یا قوم کو سزا دی جاتی تھی۔ ان کے نزدیک یہ سزا میں انسانی حقوق کے اصولوں کے خلاف ہیں کیونکہ ان میں فرد کے اعمال کی بجائے پوری قوم یا خاندان کو سزا دی جاتی ہے جو جدید اخلاقیات کے اصولوں کے مطابق نا انصافی ہے۔

انبیاء علیہ السلام کی شخصیت پر مشکوک

ملحدین انبیاء علیہ السلام کی شخصیت کے بارے میں بھی مشکوک کا اظہار کرتے ہیں اور ان کے کردار میں بعض ایسی خامیاں تلاش کرتے ہیں جو ان کی نبوت کے دعوے کو مشکوک بناسکتی ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کی زندگی میں ایسے اعمال اور فیصلے شامل ہیں جو انسانی اخلاقیات کے مطابق غلط یا غیر منصفانہ ہو سکتے ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں تورات میں بیان کیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی فوج کے ایک سپاہی کی بیوی سے تعلق قائم کیا اور اس سپاہی کو جنگ میں مرنے کے لیے آگے بھیج دیا تاکہ وہ اس کی بیوی سے شادی کر سکیں۔ ملحدین اس واقعے کو انتہائی انسانی اور اخلاقی لحاظ سے غلط قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ عمل حضرت داؤد کی نبوت کے دعوے کو مشکوک بناتا ہے اور ان کی شخصیت کو ایک عام انسانی شخصیت کی طرح دکھاتا ہے جس میں خامیاں اور غلطیاں موجود ہیں۔ ملحدین کا یہ بھی کہنا ہے کہ انبیاء کی زندگیوں میں بعض اوقات ایسے فیصلے اور اعمال شامل ہوتے ہیں جو انسانی وقار اور حقوق کے منافی ہوتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کی شخصیتوں میں ایسی خامیاں موجود ہیں جو ان کے مذہبی مقام اور حیثیت کو چیخ کرتی ہیں۔ اس حوالے سے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں:

"قُوَّاْءُمَّاً نَّبِيًّا اللَّهُ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا إِنْزِلٌ حَسِيمٌ وَلَا شَمْ - اعْلَمَ وَلَا سَخَّ - أَقِ وَلَا غَنَوْبٌ وَلَا سَبَاطٌ" ¹²

(کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور جو کچھ ہم پر نازل ہوا اور جواب رہیم، اسما علیم، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر نازل ہوا)

ملحدین کی یہ تلقید مذہبی عقائد کے بارے میں ایک نیساوں پریدا کرتی ہے کہ انبیاء کی شخصیت اور ان کے اعمال کو کس طرح سمجھا جائے۔ ان کے نزدیک انبیاء کی زندگیوں میں شامل جنگ، سزا اور بعض اوقات خدا کے نام پر کی جانے والی کارروائیاں انسانی حقوق اور اخلاقیات کے خلاف ہیں اور انہیں جدید اصولوں کے مطابق پر کھا جانا چاہیے۔ اس کے بر عکس مذہبی پیروکار انبیاء کی شخصیت اور ان کے اعمال کو خدا کے حکم کے تحت دیکھتے ہیں اور انہیں انسانی فہم سے بالا سمجھتے ہیں۔ مذہبی نقطہ نظر سے انبیاء کی زندگی میں شامل تمام اعمال اور فیصلے خدا کی مرضی کے تحت ہوتے ہیں اور ان کا مقصد انسانیت کو صحیح راستے پر لانا ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو موسمی اور عیسیٰ پر ایمان نہیں لا یادہ میری امت میں سے نہیں ہے۔"¹³

ملدین کی تقدیم اس بحث کو جنم دیتی ہے کہ مذہبی شخصیات اور ان کے اعمال کو کس تناظر میں دیکھا جائے۔ انبیاء کی شخصیت اور ان کے اعمال کے بارے میں مختلف نقطہ نظر مذہبی اور غیر مذہبی سوچ کے درمیان ایک گہری تقسیم کو ظاہر کرتے ہیں اور یہ سوال پیدا کرتے ہیں کہ مذہبی عقائد کی بنیادیں کس حد تک انسانی حقوق اور اخلاقیات کے اصولوں کے مطابق ہیں۔

مذہبی متون کی تقدیم

ملدین کے نزدیک یہودی مذہبی متون جیسے تورات اور دیگر یہودی کتابیں ہیں، یہ سب تاریخی دستاویزات کے بجائے مذہبی تخیلات اور انسانی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ ان کا نزدیک یہ متون حقیقت کی بجائے مذہبی عقائد کو مضبوط کرنے کے لیے تخلیق کیے گئے قصے اور افسانے ہیں۔ انبیاء یہود کے بارے میں بیان کیے گئے واقعات کو ملدین غیر حقیقی اور افسانوی قرار دیتے ہیں اور ان کے مطابق ان واقعات کا کوئی تاریخی اور سائنسی ثبوت موجود نہیں ہے۔

"یہودی مذہبی متون میں بیان کردہ واقعات اور قصے تاریخی حقائق پر مبنی نہیں ہیں بلکہ یہ انسانی تخلیل اور مذہبی نظریات کا حصہ ہیں۔ ان کے نزدیک یہ متون کسی بھی تاریخی دستاویزات کے معیار پر پورا نہیں اترتے کیونکہ ان میں بیان کردہ واقعات کا کوئی قابل اعتماد تاریخی یا آثار قدیمہ کا ثبوت موجود نہیں ہے۔ یہ متون زیادہ تر مذہبی عقائد کو تقویت دینے اور ایک مضبوط مذہبی شناخت بنانے کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں۔"¹⁴

ملدین کا کہنا ہے کہ یہودی مذہبی متون میں موجود واقعات جیسے حضرت مولیٰ علیہ السلام کافی اسرائیل کو مصر سے نکالنا، حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت اور دیگر میջرات تاریخی حقیقت سے زیادہ مذہبی تخیلات ہیں۔ ان کے نزدیک ان واقعات کا مقصد مذہبی پیروکاروں کو ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرنا تھا نہ کہ حقیقی تاریخی حقائق کو بیان کرنا۔

ملدین کے نزدیک یہودی مذہبی متون جیسے تورات اور دیگر یہودی کتابیں؛ تاریخی دستاویزات کے بجائے مذہبی تخیلات اور انسانی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ اس حوالے سے رچڈ ڈاکنر لکھتے ہیں کہ:

"The Bible's story of Joshua's destruction of Jericho is morally indistinguishable from Hitler's invasion of Poland or Saddam's massacre of the Kurds."¹⁵

"بائل میں یو شع کے ہاتھوں یہ مجوہ کی تباہی کی کہانی اخلاقی اعتبار سے ہٹلر کے پولینڈ پر حملے یا صدام کی کردوں کے قتل عام سے مختلف نہیں۔" ایک ملک کر سٹو فرہمینز لکھتے ہیں کہ

"The genocidal incitement against the Amalekites is one of the many examples of the bloodthirsty nature of the 'prophets' of Israel."¹⁶

"مالیق کے خلاف نسل کشی کی ترغیب ان کئی مثالوں میں سے ایک ہے جو اسرائیلی "انبیاء" کی خونخوار فطرت کو ظاہر کرتی ہیں۔" سام حارث کادعویٰ ہے:

"The Hebrew Bible celebrates acts of barbarism and views genocidal war as a holy endeavor."¹⁷

"عبرانی بائل بربریت کے افعال کو سراہتی ہے اور نسل کشی پر مبنی جگہ کو ایک مقدس مشن سمجھتی ہے۔"

تاریخی اور سائنسی شواہد کی کمی

ملحدین انبیاء یہود کے بارے میں بیان کیے گئے واقعات کو اس بنیاد پر بھی مسترد کرتے ہیں کہ ان واقعات کا کوئی تاریخی اور سائنسی ثبوت نہیں ہے۔ ان کے مطابق یہودی مذہبی متنوں میں بیان کردہ واقعات کو ثابت کرنے کے لیے تاریخی دستاویزات، آثار قدیمہ یا سائنسی شواہد کا فقدان ہے۔ ملحدین کا کہنا ہے کہ تاریخی حقائق کو تسلیم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ان کے حق میں معتبر شواہد موجود ہوں جو کہ یہودی مذہبی متنوں کے واقعات کے حق میں نہیں ہیں۔

مثال کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصر سے نکلا اور چالیس سال تک صحرائے سینا میں بنی اسرائیل کے ساتھ سفر کرنا ایک مشہور واقعہ ہے لیکن ملحدین کے نزدیک اس واقعہ کا کوئی آثار قدیمہ یا تاریخی ثبوت موجود نہیں ہے۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظیم بادشاہت کے بارے میں بھی کوئی معتبر تاریخی شواہد موجود نہیں ہیں جو ان واقعات کو حقیقت کے طور پر ثابت کر سکیں۔

ملحدین یہ بھی مانتے ہیں کہ یہودی مذہبی متنوں میں بیان کردہ واقعات افسانوی اور غیر حقیقی ہیں۔ ان کے مطابق ان متنوں میں بیان کیے گئے مجرمات اور غیر معمولی واقعات مذہبی پیروکاروں کی عقیدت اور ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے تخلیق کیے گئے ہیں نہ کہ انہیں حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

ملحدین کا یہ بھی کہنا ہے کہ انبیاء کے کردار اور ان کے مجرمات کو ایک افسانوی انداز میں پیش کیا گیا ہے تاکہ مذہبی متنوں کو ایک مقدس اور الہامی حیثیت دی جاسکے۔ ان کے نزدیک ان واقعات کو مذہبی عقائد کی بنیاد بنانے کے بجائے انسانی تخلیق کا حصہ سمجھنا چاہیے جو کہ مذہبی پیروکاروں کے لیے روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرتے ہیں۔

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریا کو دھوں میں تقسیم کرنے کا واقعہ، حضرت داؤد علیہ السلام کی جنگی فتوحات اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت و بادشاہت کو ملحدین افسانوی اور غیر حقیقی ہیں۔ یہ واقعات مذہبی متنوں کی تخلیق کا حصہ ہیں جو پیروکاروں کے ایمان کو مضبوط کرنے کے لیے پیش کیے گئے ہیں نہ کہ تاریخی حقائق کے طور پر تسلیم کیے جاسکتے ہیں۔"¹⁸

ملحدین کا کہنا ہے کہ مذہبی متنوں کو تاریخی دستاویزات کے بجائے مذہبی اور شفاف تخلیقات کے طور پر دیکھا جانا چاہیے۔ ان کے نزدیک یہ متنوں ایک خاص سماجی اور تاریخی سیاق و سابق میں تخلیق کیے گئے ہیں اور ان کا مقصد مذہبی اصولوں اور عقائد کو مضبوط کرنا ہے۔ ان کے مطابق، ان متنوں کا تجزیہ اس نقطہ نظر سے کیا جانا چاہیے کہ وہ انسانی تخلیق اور مذہبی نظریات کا نتیجہ ہیں نہ کہ تاریخی حقائق کا بیان۔

ملحدین کا کہنا ہے کہ یہودی مذہبی متنوں کا مطالعہ ایک ادبی اور علمی انداز میں کیا جانا چاہیے جس میں ان کے افسانوی پہلو کو سمجھنے اور ان کی مذہبی اہمیت کو تسلیم کرنے کی کوشش کی جائے۔ ان کے نزدیک یہ متنوں ایک مقدس تاریخ کا حصہ ہیں جو مذہبی پیروکاروں کے لیے ایک روحانی اور اخلاقی رہنمائی فراہم کرتی ہیں لیکن انہیں حقیقی تاریخی دستاویزات کے طور پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ ملحدین کے نقطہ نظر سے یہودی مذہبی متنوں تاریخی دستاویزات کے بجائے مذہبی تخلیقات اور انسانی تخلیق کا نتیجہ ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء یہود کے بارے میں بیان کیے گئے واقعات غیر حقیقی اور افسانوی ہیں جن کا کوئی تاریخی یا سائنسی ثبوت موجود نہیں ہے۔ ان متنوں کا مقصد مذہبی عقائد کو مضبوط کرنا ہے نہ کہ حقیقی تاریخی حقائق کو بیان کرنا۔ ملحدین کا مانتا ہے کہ مذہبی متنوں کو ایک ادبی اور علمی انداز میں سمجھا جانا چاہیے جس میں ان کے افسانوی پہلو کو تسلیم کیا جائے اور انہیں مذہبی اہمیت کے حالت میں بیان کرنا۔ ملحدین کا مانتا ہے کہ تاریخی حقائق کے طور پر۔

نفسیاتی اور سماجی تجزیہ

ملحدین بعض اوقات انبیاء کی شخصیت کا نفسیاتی تجزیہ بھی کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک انبیاء کا الہامی پیغام حاصل کرنا یا مجرمات دکھانا ممکنہ طور پر نفسیاتی عوارض کا نتیجہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تجربات کو بعض ملحدین نفسیاتی حوالے سے پرکھتے ہیں اور انہیں شعوری یا لاشعوری تخلیقات کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔

"سماجی تجزیے کے حوالے سے ملک دین یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ انبیاء کی تعلیمات کا اصل مقصد کیا تھا؟ ان کے نزدیک، انبیاء کے پیغامات اکثر سماجی اصلاحات اور طاقت کے حصول کے لیے استعمال کیے گئے۔ وہ انبیاء کی تعلیمات کو محض مذہبی عقائد کا حصہ نہیں مانتے بلکہ انہیں ایک سماجی اور سیاسی حکمت عملی کا حصہ سمجھتے ہیں۔"¹⁹

ملک دین کی آراء کا جائزہ لینے کے لیے مختلف زاویوں سے اس کا تجزیہ درج ذیل ہے:

1- تاریخی تحقیقیں

"ملک دین کی تنقید کا ایک اہم پہلو تاریخی تحقیق ہے۔ یہ جاننا ضروری ہے کہ آیا انبیاء یہود کے بارے میں بیان کردہ واقعات کا کوئی تاریخی ثبوت موجود ہے یا نہیں۔ بعض واقعات کے تاریخی ثبوت ملنے سے انبیاء کی تحقیق کو تقویت مل سکتی ہے جبکہ ثبوت نہ ملنے کی صورت میں ان واقعات کو افسانوی قرار دیا جاسکتا ہے۔"²⁰ تاریخی تحقیق کے ذریعے یہ بھی جاننے کی کوشش کی جاسکتی ہے کہ یہ واقعات کس دور میں اور کس معاشرتی و ثقافتی پس منظر میں پیش آئے۔ بعض واقعات مذہبی داستانوں کو اس دور کے انسانی تصورات اور حالات کے تناظر میں سمجھنا ضروری ہوتا ہے۔

2- سائنسی تنقید

"سائنسی تنقید کے ذریعے م{j}جزات اور دیگر فطری مظاہر کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ جدید سائنس کی روشنی میں ان واقعات کی حقیقت کو پرکھا جاسکتا ہے اور یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ آیا یہ واقعات فطری قوانین کے مطابق ہیں یا نہیں۔ سائنسی تجزیہ کے ذریعے ملک دین کے نظریات کا جائزہ لیا جاسکتا ہے اور یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ آیا ان کے دلائل معقول اور منطقی ہیں یا نہیں۔"²¹

3- ادبی اور فلسفیانہ تجزیہ

انبیاء یہود کی داستانوں کو ادبی اور فلسفیانہ تناظر میں بھی پرکھا جاسکتا ہے۔ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ یہ قصے محض مذہبی تعلیمات کا حصہ ہیں یا ان کا تعلق انسانی تجربات اور اخلاقیات سے بھی ہے۔ ادبی تجزیہ کے ذریعے ان داستانوں کی ساخت، علامتوں اور موضوعات کو سمجھا جاسکتا ہے۔

فلسفیانہ تجزیہ کے ذریعے انبیاء کے پیغامات کی معنویت اور ان کی افادیت کو بھی پرکھا جاسکتا ہے۔ یہ دیکھنا ضروری ہے کہ انبیاء کی تعلیمات کا کیا مقصد تھا اور وہ کتنے مسائل کا حل پیش کرتی تھیں۔²²

4- مذہبی و ثقافتی تحقیق

ملک دین کی آراء کا جائزہ لیتے ہوئے یہ بات اہم ہے کہ وہ مذہبی و ثقافتی تناظر میں انبیاء کی داستانوں کو کس حد تک سمجھتے ہیں اور ان کی تشریح کیسے کرتے ہیں۔ مذہبی متون کی تشریح ہمیشہ ایک معیاری یا یکساں عمل نہیں ہوتی۔ مختلف ثقافتوں، معاشرتی حالات اور تاریخی سیاق و سباق کے تحت یہ تشریحات مختلف ہو سکتی ہیں۔ ملک دین ان داستانوں کو ایک مخصوص زاویے سے دیکھتے ہیں جس میں وہ ان متون کے تاریخی اور سائنسی پہلوؤں پر زیادہ زور دیتے ہیں؛ مجھے اس کے کہ انہیں مذہبی اور ثقافتی اہمیت کے تناظر میں دیکھا جائے۔

مذہبی متون اور ثقافتی سیاق

ملک دین کی تنقید اکثر مذہبی متون کے تاریخی اور سائنسی حقائق پر مرکوز ہوتی ہے جبکہ مذہبی پیر و کار ان متون کو الہامی اور مقدس مانتے ہیں جو ایک خاص تاریخی دور میں ایک مخصوص ثقافتی اور معاشرتی سیاق و سباق کے تحت تخلیق ہوئے۔ ملک دین کے نزدیک انبیاء کی داستانیں افسانوی اور تخيالاتی ہیں لیکن مذہبی پیر و کاروں کے لیے یہ داستانیں نہ صرف تاریخ بلکہ ان کے عقائد اور ثقافت کا حصہ بھی ہیں۔

یہاں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ مذہبی متون صرف تاریخی واقعات کی رواداد نہیں ہوتے بلکہ یہ ان معاشرتی اور ثقافتی عوامل کی بھی عکاسی کرتے ہیں جو اس دور کے لوگوں کے خیالات، عقائد، اور زندگی کے اصولوں کو تشكیل دیتے ہیں۔ ان متون میں شامل داستانیں اکثر ایک قوم یا معاشرتی گروہ کی اجتماعی شناخت اور روحانی تجربات کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ملحدین کی جانب سے ان متون کو محض تاریخی یا سائنسی زاویے سے جانچنے کی کوشش ایک محدود نقطہ نظر ہو سکتی ہے کیونکہ اس سے ان داستانوں کے ثقافتی اور مذہبی اہمیت کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مذہبی متون کی تعریج مختلف ادوار میں مختلف انداز میں کی جاتی رہی ہے اور ان میں بیان کردہ داستانوں کی تفہیم بھی معاشرتی اور ثقافتی حالات کے ساتھ تبدیل ہوتی رہی ہے۔ مثلاً ایک دور میں ایک مذہبی متن کی تعریج اس کی اخلاقی یا روحانی تعلیمات پر مرکوز ہو سکتی ہے جبکہ دوسرے دور میں اس کی تاریخی اور سماجی حیثیت پر زور دیا جاسکتا ہے۔ اس طرح کی مختلف تحریکات ایک ہی متن کو مختلف زاویوں سے دیکھنے اور سمجھنے کی اجازت دیتی ہیں۔

ملحدین کے نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو وہ ان متون کو زیادہ تر تاریخی دستاویزات کے طور پر پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اگر کوئی واقعہ یا داستان تاریخی اور سائنسی شواہد سے مطابقت نہیں رکھتی تو اسے غیر حقیقی اور افسانوی قرار دیا جاسکتا ہے۔ تاہم یہ نقطہ نظر ان متون کی روحانی اور ثقافتی اہمیت کو نظر انداز کر دیتا ہے جو کہ انبیاء کی داستانوں کو ایک گہری معنویت فراہم کرتی ہے۔²³

داستانوں کا عالمی اور روحانی پہلو

ملحدین کی جانب سے انبیاء کی داستانوں کو افسانوی اور تخيالاتی سمجھنا ایک زاویہ نظر ہو سکتا ہے لیکن مذہبی پیروکاروں کے لیے یہ داستانیں ایک عالمی اور روحانی معنی رکھتی ہیں۔ ان داستانوں میں شامل مجوزات، امتحانات اور چیلنجز انسان کی روحانی سفر کی عکاسی کرتے ہیں اور ایک گہری حکمت کو بیان کرتے ہیں جو مذہبی عقائد کے ساتھ جڑی ہوتی ہے۔ مثلاً کے طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دریا کو دھوں میں تقسیم کرنے کا واقعہ، مذہبی پیروکاروں کے لیے صرف ایک مجوزہ نہیں، بلکہ یہ خدا کی قدرت اور بندوں کے ایمان کی گواہی ہے۔ ملحدین اس واقعہ کو سائنسی نقطہ نظر سے غیر حقیقی سمجھتے ہیں لیکن مذہبی تناول میں اس واقعہ کو ایک عالمی حیثیت دی جاتی ہے جس میں خدا کی مدد اور بندوں کی نجات کا پیغام موجود ہے۔²⁴

اس طرح حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کی داستانیں بھی مذہبی پیروکاروں کے لیے ایک عالمی اہمیت رکھتی ہیں جس میں خدا کے ساتھ بندوں کے تعلق، حکمت، انصاف اور روحانی حکمرانی کی تعلیمات شامل ہیں۔ ملحدین ان واقعات کو تاریخی شواہد کی عدم موجودگی کی بنا پر افسانوی قرار دے سکتے ہیں لیکن مذہبی پیروکاروں کے لیے یہ داستانیں ایک گہری روحانی اور اخلاقی سبق فراہم کرتی ہیں۔

مختلف ثقافتوں میں تحریکات کا اختلاف

مختلف ثقافتوں اور معاشرتی حالات میں مذہبی متون کی تعریج مختلف ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک ثقافت میں مذہبی متون کی تعریج زیادہ تر تاریخی اور سیاسی واقعات کے تناول میں کی جاسکتی ہے جبکہ دوسری ثقافت میں ان متون کو روحانی اور اخلاقی تعلیمات کے طور پر دیکھا جاسکتا ہے۔

ملحدین کی تقدیم کا جائزہ لیتے ہوئے یہ نقطہ نظر بھی اہم ہے کہ وہ انبیاء کی داستانوں کو ایک خاص ثقافتی اور مذہبی سیاق و سبق میں دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک ان داستانوں کی افسانوی حیثیت اس وجہ سے ہے کہ وہ جدید سائنسی اور تاریخی معیارات پر پورا نہیں اترتیں۔ تاہم یہ نقطہ نظر اس حقیقت کو نظر انداز کر سکتا ہے کہ انبیاء کی داستانیں مختلف ادوار میں مختلف لوگوں کے لیے روحانی اور ثقافتی اہمیت رکھتی ہیں۔ ملحدین کی آراء کو سمجھنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ان کی تقدیم کو مذہبی و ثقافتی سیاق و سبق میں دیکھا جائے۔ انبیاء کی داستانیں صرف تاریخی واقعات نہیں بلکہ یہ ایک قوم یا معاشرتی گروہ کی اجتماعی شناخت، روحانی تجربات اور مذہبی عقائد کی عکاسی کرتی ہیں۔ ان داستانوں کی تعریج مختلف ثقافتوں اور معاشرتی حالات کے تحت مختلف ہو سکتی ہے اور ان کی اہمیت مذہبی پیروکاروں کے لیے ایک گہری معنویت رکھتی ہے۔

"مخدیں کا نقطہ نظر ان داستانوں کو تاریخی اور سائنسی شواہد کے تناظر میں پرکھتا ہے جبکہ مذہبی پیروکار ان داستانوں کو ایک علامتی اور روحانی حیثیت دیتے ہیں۔ ان دونوں نقطے ہائے نظر کے درمیان ایک توازن قائم کرنا ضروری ہے تاکہ مذہبی متون کی تشریح اور ان کی اہمیت کو سمجھنے میں کسی بھی قسم کی کیطرفہ سوچ سے بچا جاسکے۔ انبیاء یہود کے بارے میں مخدیں کی آراء ایک اہم تحقیقی میدان ہے جو مذہب، تاریخ، اور سائنس کے درمیان موجود تنازع کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ آراء مذہبی متون کو پرکھنے اور ان کی حقیقت کو جانچنے کے لیے مختلف تنقیدی زاویے فراہم کرتی ہیں جونہ صرف یہودیت بلکہ دیگر مذاہب کے پیروکاروں کے لیے بھی اہمیت رکھتی ہیں۔ مخدیں کے مطابق انبیاء یہود کی داستانیں اکثر افسانوی اور غیر حقیقی ہیں اور ان کی نبوت کے دعوے کو منطقی اور سائنسی بنیادوں پر قبول نہیں کیا جاسکتا۔ تاہم مذہبی پیروکاروں کے لیے یہ داستانیں ان کے ایمان کا حصہ ہیں اور ان کی مذہبی شناخت کی عکاسی کرتی ہیں۔ اس تحقیقی جائزے کے ذریعے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ مذہبی متون کی تشریح اور ان کا تنقیدی جائزہ کس طرح انسانی علم، ثقافت اور تاریخ کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔"²⁵

ممانع بحث:

1. مخدیں و ہی کو الہی پیغام نہیں بلکہ انسانی ذہنی تجربہ سمجھتے ہیں۔
 2. ان کے مطابق باہمی انبیاء کے واقعات کی تاریخی شہادت ناکافی ہے۔
 3. مجرازات کو وہ تو انینی فطرت کے منافی اور ناقابل قدریق مانتے ہیں۔
 4. توراتی جنگلوں اور سرزاویں کو وہ اخلاقاً غیر مناسب سمجھتے ہیں۔
 5. باہمی کو وہ انسانی تدوین اور ایڈیٹنگ کا نتیجہ قرار دیتے ہیں۔
 6. نبوت کو وہ سماجی، سیاسی یا ثقافتی ضرورت کا اغہبہ سمجھتے ہیں۔
 7. مذہبی احکامات کو وہ وقت اور ماحول کے مطابق سمجھتے ہیں، ابدی نہیں۔
 8. متعدد باہمی شخص کو وہ اسطوری یا علامتی بیانیہ قرار دیتے ہیں۔
 9. اخلاق کا معیار ان کے نزدیک الہی نہیں بلکہ انسانی عقل ہے۔
- انبیاء کے کردار کو وہ تاریخی نہیں بلکہ ادبی و ثقافتی علامت سمجھتے ہیں۔

حوالہ جات:

¹¹ وکٹری مارسڈن، یہودی پروٹوکولز، مترجم: محمد یحییٰ خان (نگارشات، لاہور، 2007ء)، ص: ۱۸۳

1. Victor E. Marsden, *Yahudi Protocols*, mutarjim: Muhammad Yahya Khan (Nigarashaat, Lahore, 2007), p. 183.

² ابن کثیر، أبو الفداء إسماعيل ، السیرة النبویة ، ج 1، ص 40

1. Ibn Kathir, Abu al-Fida Isma‘il, *Al-Sirah al-Nabawiyah*, Jild 1, p. 40.

³ ہارون یحییٰ، سلسلہ معجزات (کراچی: دار الاندلس، 2005ء)، ص: 343

1. Harun Yahya, *Silsilah Mu‘jizaat* (Karachi: Dar al-Andalus, 2005), p. 343.

2. *Al-Baqarah*: 87

⁴ البقرة: 87

⁵ امام بخاری، صحيح البخاری، الناشر: دار اللواء للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية الطبعة: الثانية، ۱۴۰۹ هـ - ۱۹۸۹ م الرقم: 345: 21: 1

1. Imam Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Dar al-Liwa’ li al-Nashr wa al-Tawzi‘, Riyadh, al-Taba‘ah al-Thaniyah, 1409H / 1989, Raqm: 345, 21:1.

⁶ غامدی، جاوید احمد ، اشراق، (القابره : مطبع المدنی) 2010، ص: 234

1. Ghamidi, Javed Ahmad, *Ishraq* (al-Qahirah: Matba‘at al-Madani), 2010, p. 234.

⁷ Wellhausen, J. (1885). *Prolegomena to the history of Israel*. Adam & Charles Black. (Original work published 1878)

⁸ Richard Dawkins, *The God Delusion*, , p. 210.

⁹ Hitchens, C. (2007). *God is not great: How religion poisons everything*. Twelve Books.

¹⁰ الفرقان: 67

Alfurqan 67

¹¹ امام بخاری، صحيح بخاری،الرقم: 345

1. Imam Bukhari, *Sahih al-Bukhari*, Raqm 345.

¹² البقرة: 136

1. *Al-Baqarah*: 136

¹³ امام مسلم، صحيح مسلم، الرقم الحديث: 155

1. Imam Muslim, *Sahih Muslim*, Raqm al-Hadith: 155.

¹⁴ Zaman, M. Q. (2018). *Islam in Pakistan: A history* (Vol. 68). Princeton University Press.

1. Zaman, M. Q. (2018). *Islam in Pakistan: A History* (Vol. 68). Princeton University Press.

¹⁵ Dawkins, Richard. *The God Delusion*. London: Bantam Press, 2006. pp. 276–277.

1. Dawkins, Richard. *The God Delusion*. London: Bantam Press, 2006, pp. 276–277.

- ¹⁶ Hitchens, Christopher. *God Is Not Great: How Religion Poisons Everything*. New York: Twelve Books, 2007. p. 102.
1. Hitchens, Christopher. *God Is Not Great: How Religion Poisons Everything*. New York: Twelve Books, 2007, p. 102.
- ¹⁷ Harris, Sam. *The End of Faith: Religion, Terror, and the Future of Reason*. New York: W. W. Norton & Company, 2004. p. 99.
1. Harris, Sam. *The End of Faith: Religion, Terror, and the Future of Reason*. New York: W. W. Norton & Company, 2004, p. 99.
- ¹⁸ Blecher, J. (2018). Said the prophet of God: Hadith commentary across a millennium. Univ of California Press.P 23
1. Blecher, J. (2018). *Said the Prophet of God: Hadith Commentary Across a Millennium*. University of California Press, p. 23.
- ¹⁹ Blecher, J. (2018). Said the prophet of God: Hadith commentary across a millennium. Univ of California Press.P 23
1. Blecher, J. (2018). *Said the Prophet of God: Hadith Commentary Across a Millennium*. University of California Press, p. 23. (Duplicate entry)
- ²⁰ Saint, T. K. (2019). Witnessing partition: Memory, history, fiction. Routledge India. P 17
- 21 Veblen, T. (2017). The place of science in modern civilization. Routledge.
- ²² Sardar, Z. (2017). *Reading the Qur'an: The contemporary relevance of the sacred text of Islam*. Oxford University Press.56
- ²³ Boyer, P. (2023). *The naturalness of religious ideas: A cognitive theory of religion*. Univ of California Press.17-25
- ²⁴ بارون یحییٰ، قرآن، اسرائیلی روایات اور ملحدین کے مغالطے (کراچی: دار الاندلس، 2007)، 456
- قرآن، اسرائیلی روایات اور ملحدین کے مغالطے ص 467-469
1. Harun Yahya, *Qur'an, Isra'ili Rawayat aur Mulhideen ke Maghalate* (Karachi: Dar al-Andalus, 2007), p. 456.
1. *Qur'an, Isra'ili Rawayat aur Mulhideen ke Maghalate*, pp. 467–469.